© rasailojaraid.com

پیمانہ اور وزن کے آلات اوراس کے ضمن میں ربوا کی نشاندھی

مولانا مفتی نعمت اللہ حقانی

اُستاد شعبہ تخصص جامعہ المرکز الاسلامی بنوں

فقہاء نے قدر سے مراد وزن اور کیل لیا ہے (ناپ تول) اس کے علاوہ اگر کسی اور طریقے سے اگر کسی چیز کا اندازہ ہو سکے تو اس کا اعتبار نہیں لہذا گز اور عدد قدر شرعی نہیں ہے فی البحر قولہ والمراد بالقدر الکیل فی المکیل والوزن فی الموزون فانحصر المعرف للحکم فیھا (البحر الرائق ج ۶ ص ۱۲۷)

۲: وزن اور کیل سے مراد وزن متفق ہیں لہذا مختلف ہلکی بھاری چیزوں کے مختلف اوزان مقرر ہیں وہ اوزان آپس میں ہم جنس نہیں جیسے کانٹا جس میں تولے ماشے کا وزن ہے رتک (بڑی ترازو) جس میں منوں کا حساب ہے ایسے ہی کیل اور پیمانہ غلے اور دودھ کا چونے اور سرخے کا پیمانہ مختلف جنس ہیں لہذا ایسے مختلف الوزن اور کیل کی چیزوں میں فروخت کیا جائے گا تو قدر کا اعتبار نہ ہوگا کما فی شرح المجلۃ فاما الفضل الحقیقی وھو الزیادۃ احد البدلین اذا اجتمع فی البدلین القدر المتفق علیہ وھو الوزن اولکیل بان یکون کل منھما موزونا اومکیلا اولجنس (شرح المجلۃ ج ۲ ص ۴۴۴)

کیلی اور وزنی چیزوں کی پہچان:

واضح رہے کہ جو چیزیں حضورﷺ کے زمانے میں کیلی یا وزنی تھیں وہ شرعا ہمیشہ ایسی ہی رہیں گے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک عرف بدلنے سے کیلی یا وزنی کا بدلنا بھی جائز ہے کیونکہ نص کا مدار عرف پر ہے اور اس حکم کا تعلق عرف اور معاملات ہی سے ہے اور انسان کی عادت کو بدلنا بہت دشوار بات ہے البتہ برکت اسی میں ہے کہ جس کے ساتھ جناب نبی کریمﷺ کا فعل اور قول متعین ہو چکا ہے، اسی پر عمل کیا جائے کمافی شرح المجلۃ وکل شئی نص الشارع ﷺ علیٰ تحریم التفاضل فیہ کیلا فھو مکیل ابدا وان ترک الناس الکیل فیہ مثل الحنطۃ والشعیر والتمر والملح وکل مانص علیٰ تحریم الفضل فیہ وزنا فھوموزون ابدا وان ترک الناس الوزن فیہ مثل الذھب والفضۃ لان النص اقویٰ من العرف والاقویٰ لایترک بالادنیٰ ومالم ینص علیہ فھومحمول علیٰ عادات الناس لانھا دالۃ ،وعن ابی یوسفؒ انہ یعتبر العرف علیٰ خلاف المنصوص ایضا لان النص علیٰ ذالک المکان العارۃ فکانت ھی المنظور الیھا وقد تبدلت فعلیٰ ھذا الوباع الحنطۃ بجنسھا متساویا وزنا اوالذھب بجنسہ متماثلا کیلا لایجوز عندھما وان تعارفوا ذالک لتوھم الفضل علیٰ ما ھو المعیار فیہ کما اذا باع مجازفۃ الاانہ یجوز الاسلام فی الحنطۃ ونحوھما وزنا لوجود الاسلام فی معلوم (کذا فی الھدایۃ وشرح المجلۃ ج ۲ ص ۴۴۴)(ومثلہ فی الردالمحتار ج ۴ ص ۲۰۲ مکتبہ رشیدیہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

درمختار میں ہے ومانص الشارع علیٰ کونه کیلیا کبر وشعیر وتمر اووزنیا کذهب والفضة فهو کذالک لایتغیر ابدا(فتاویٰ عبدالحئی بحواله درمختار ص ۳۰۲)

معیارشرعی سے کم مقدار میں تفاضل کا جواز:

یہ ملحوظ رہے کہ معیارشرعی جو کیل یا وزن ہے جن کے متحد الجنس ہونے کی صورت میں فضل اورنسأ دونوں حرام ہیں اور مختلف الجنس ہونے کی صورت میں نسأ حرام ہے اس حرمت کی کم ازکم مقدار نصف صاع ہے لہذا نصف صاع سے کم میں تفاضل جائز ہے والحجة مافی الهندیه قوله ویجوز بیع الحفنة بالحفنتین او التفاحة بالتفاحتین ومادون نصف صاع فی حکم الخ (فتاویٰ عبدالحئی بحواله(هندیه ص ۳۰۳)قال فی الفتح لماحصروا المعرف فی الکیل والوزن جاز ومالایدخل تحت الکیل مجازفة کتفاحة بتفاحتین وحفنة بحفنتین لعدم وجود المعیار المعرف للمساواة فلم یتحقق الفضل ولهذا کان مضمونا بالقیمة عند الاتلاف لابالمثل ثم قال وهذا اذالم یبلغ کل واحد من البدلین نصف صاع فلوبلغة احدهما لم یجز حتیٰ لایجوز بیع نصف صاع فصاعدا بحفنة (الدرالمحتار ج۴ص ۲۰۱ مکتبه رشیدیه)وکذا فی البحر قوله فالبر والشعیر والتمر والملح مکیلة ابدا لنص رسول الله ﷺ علیها فلایتغیر ابدا فیشترط التساوی فی المکیل ولایلتفت الیٰ التساوی فی الوزن دون الکیل حتیٰ لوباع حنطة بحنطة وزنا لاکیلا لم یجز والذهب بالذهب موزون ابدا للنص علیٰ وزنهما فلابد من التساوی فی الوزن حتیٰ لوتساوی الذهب بالذهب کیلا لاوزنا لم یجز وکذا الفضة بالفضة لان طاعة رسول الله ﷺ واجبة علینا لان النص اقویٰ من العرف فلایترک الاقویٰ بالادنیٰ الخ(البحر الرائق ج۶ ص ۱۲۹)

مثله فی المبسوط قوله واذا ثبت ان الحکم وجوب المماثلة ولایتصور ثبوت الحکم بدون محله عرفنا ان المحل الذی لایقبل المماثلة لایکون مال الربا اصلا والحفنة والتفاحة لاتقبل المماثلة بالاتفاق فلم یکن مال الربا(المبسوط للسرخسی ج۱۲ ص ۱۱۷)

۳: یہاں یہ بھی ملحوظ ہونا چاہئے کہ جو چیزیں حضور ﷺ کے زمانہ میں قدری نہ تھیں نہ ان کا قدری ہونا ثابت ہوا ہو اس میں عرف حاکم ہے چاہے قدری کو غیر قدری کردے یا غیر قدری کو قدری بنالے۔جیسے کاغذ وغیرہ اس زمانے میں وزن سے بکتا ہے اس لئے قدری ہوگیا والحجة فی ذالک مافی البحر قوله ومالم ینص علیه فهو محمول علیٰ عادات الناس لانها دالة علیٰ جواز الحکم الخ (البحر الرائق ج۶ ص ۱۲۹)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وزنی اور کیلی ہونے میں امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ کی حیثیت:

امام ابو یوسفؒ چونکہ اس کے قائل ہے کہ کسی چیز کا مکیلی یا موزونی ہونے کا مدار عرف پر ہے اگر چہ وہ چیز منصوص مکیلی ہو لیکن ابھی عرف میں اس کا رواج وزن پر بکنے کا ہو تو یہ چیزیں اب موزونی ہو جائے گی اسی طرح اس کے عکس کا حکم ہے یعنی اگر کوئی چیز منصوص موزونی ہو لیکن عرف میں اب اس کا رواج کیل کے ساتھ فروخت ہونے کا شروع ہو جائے تو اب یہ عرف کی وجہ سے مکیلی ہو جائے گا ذیل میں امام ابی یوسفؒ کے قول کی دلائل اور وجوہات پیش کئے جاتے ہیں محققین علماء اس کو تنقید کی نظر سے دیکھ سکتے ہیں۔

خاتمۃ المحققین علامہ کمال ابن ہمامؒ صاحب ہدایہ کے اس عبارت کی تشریح کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں **قوله وعن ابی یوسفؒ انه یعتبر العرف علیٰ خلاف المنصوص علیه ایضا لان النص علیٰ ذلک المکان العادة فکانت هی المنظور الیها وقد تبدلت الکیل فی الشئی اوالوزن فیه ماکان فی ذلک الوقت الالان العادة اذذاک بذاک وقد تبدلت فتبدل الحکم واجیب بان تقریره ﷺ ایاهم علیٰ ماتعارفوا من ذالک بمنزلة النص منه علیه فلایعتبر بالعرف لان العرف لایعارض النص کما ذکرناه آنفا کذاوجه** . یہاں تک صاحب فتح القدیر کا دعویٰ مع الدلیل اور پھر اس دلیل پر ایراد ظاہر کیا گیا آگے عبارت میں علامہ موصوف اس کے جواب دیتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں **قوله ولایخفیٰ ان هذا لایلزم ابایوسفؒ لان قصاراه انه کنصه علیٰ ذالک وهو یقول یصار الیٰ العرف الطاری بعد النص بناء علیٰ ان تغیر العادة یستلزم تغیر النص حتیٰ لوکان رسول الله ﷺ حیا لنص علیه علیٰ وزان ما ذکرنا فی سنیة التراویح مع انه ﷺ لم یواظب علیه بل فعله مرة ثم ترک لکن لما بین عذرا خشیة الافتراض علیٰ معنیٰ لولاه لواظب حکم بالنسیة مع عدم المواظبة لانا من بهذه النسخ فحکمنا بالسنیة فکذا هذا لوتغیرت تلک العادة التی کان لنص باعتبارها الیٰ عادة اخریٰ تغیر النص الخ (فتح القدیر ج۶ ص ۱۵۸)** علامہ موصوف رسائل ابن عابدین میں مزید اس روایت کی ترجیحی آثار کی طرف نشان دہی کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں **وظاهر کلام المحقق ابن الهمام ترجیح هذه الروایة (رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۱۱۸)** امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ عرف منصوص علیہ کے خلاف بھی معتبر ہو سکتا ہے کیونکہ نص کے وارد ہوتے وقت عرف اسی پر جاری تھا تو عرف ہی معتبر ہوگا اور اب کیلی اور وزنی اشیاء میں چونکہ عرف بدل گیا ہے تو حکم بھی تبدیل ہوگا۔ اور اس کا جواب یہ کہہ کر دیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کا ان کے عمل پر سکوت بمنزلۃ النص ہے تو نص عرف کے مقابلے میں تبدیل نہیں ہوگا کیونکہ عرف کے مقابلے میں نص زیادہ قوی ہے ابن ہمامؒ اس اعتراض کا یہ کہہ کر جواب دیتا ہے کہ امام ابو یوسفؒ پر خلاف نص کرنے کا الزام وارد نہیں ہوتا کیونکہ تعامل الناس ہی معتبر ہوگا اس مسئلے کی بنا اس بات پر ہے کہ عرف کی تبدیلی سے منصوص مسئلہ تبدیل ہوتا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اگر حضور ﷺ آج زندہ ہوتے تو ہماری طرح تراویح کی سنیت کے بارے میں کہتے۔ حالانکہ تراویح پر حضور ﷺ سے مواظبت ثابت نہیں بلکہ صرف ایک بار پڑھنا ثابت ہے (جس کا مقتضیٰ کم از کم استحباب ہے) اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضورﷺ نے عدم مواظبت کا یہ عذر بیان فرمایا کہ مجھے مواظبت کی صورت میں فرض ہونے کا خوف ہے اور ہم حضورﷺ کے بعد نسخ کے اہل نہیں رہے اس لئے ہم نے تراویح کی کا حکم لگایا۔ تو اسی طرح یہ مذکورہ مسئلہ بھی ہے۔ اگر یہی عادت جس کی وجہ سے نص وارد ہوا تھا تبدیل ہو جائے تو نص بھی تبدیل ہوگا۔ علامہ شامیؒ، ابن ہمامؒ کے اس قول کے بارے میں فرماتے ہیں **قوله وحاصلها توجيه قول ابى يوسفؒ ان المعتبر العرف الطارى بانه لايخالف النص بل يوافقه لان النص علىٰ كيلية الاربعة ووزنية الذهب والفضة مبنى علىٰ ذالک ماکان فى زمنه عليه السلام من كون العرف كذالک حتى لوكان العرف اذذاک بالعكس لورد النص موافقا له ولوتغير العرف فى حياته عليه السلام لتغير الحكم وملخصه ان النص معلول بالعرف فيكون المعتبر هوالعرف فى اى زمان كان ولايخفىٰ ان هذا فيه تقوية لقول ابى يوسفؒ فافهم (ردالمحتار ج۷ص ۴۱۰، ۴۱۱ باب الربا)**

تنبیہ: واضح رہے کہ امام ابی یوسفؒ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ مکیلی ،موزونی میں اگر عرف طاری اس کے عکس پر قائم رہا تو اس کا اعتبار ہوگا۔ البتہ اگر اس عرف کی وجہ سے موزونی میں وزن بالکلیہ لغو ہو جائے تو اس کے کسی صورت اور کبھی اجازت نہ ہوگی نہ روایت مشہورہ میں اور نہ روایۃ ضعیفہ کے حوالے سے۔ چنانچہ علامہ شامیؒ ارقام فرماتے ہیں **قوله لان المتبادر مما قد مناه من اعتبار العرف الطارى علىٰ هذه الرواية انه لو تعورف تقدير الكيل بالوزن اوبالعكس اعتبر ،اما لو تعورف الغاء الوزن اصلا كما فى زماننا من الاقتصار علىٰ العدد بلانظر الىٰ الوزن فلايجوز لاعلىٰ الروايات المشهورة ولاعلىٰ هذه الرواية لما يلزم عليه من ابطال النصوص التساوى بالكيل اوالوزن المتفق علىٰ العمل بها عند الائمة المجتهدين الخ (ردالمحتار ج۶ ص ۴۱۱ باب الربا)** چنانچہ اس کی مزید وضاحت علامہ موصوف اپنے معروف تصنیف رسائل ابن عابدین میں فرماتے ہیں **قوله والمتبادر من هذا انه علىٰ هذه الرواية لم تغير العرف حتىٰ صار المكيل موزونا والموزون مكيلا يعتبر العرف الطارى امالوصار المكيل نصا يباع مجازفة لايعتبر لمافيه من ابطال نصوص التساوى فى الاموال الربوية المتفق علىٰ قبولها والعمل بها بين الائمة المجتهدين الخ (رسائل ابن عابدين ج۲ ص ۱۲۵)**

خلاصہ: یعنی اگر اس عرف کی وجہ سے مکیلی مجازفتہ تک جائے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا اس لئے کہ اس صورت میں ان نصوص مساوات کا بطلان لازم ہوگا جن کو ائمہ مجتہدین نے اموال ربویہ تساوی کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ مسئلہ مذکورہ کی مزید تائید حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کے ایک جواب سے ہوتا ہے۔ جو کہ اس طرح ایک سوال جواب میں ارقام فرماتے ہیں کہ عرف کا اگر لحاظ کیا جائے جیسا کہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے اور محقق ابن ہمامؒ نے اس کو ترجیح دی ہے اور کافی میں ہے **"الفتوىٰ علىٰ عادة الناس"** تو جیسا مکئی وغیرہ عرفا وزنی ہے گندم وجو وغیرہ بھی وزنی ہے اور وزن سے ہی ان کا معاملہ ہوتا ہے پس عرفا قدر دونوں جنسوں میں متفق ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس سے نسیہ حرام ہوجاتا ہے کما فی الکتب الفقه وان وجد احدهما ای القدر وحده اولجنس حل الفضل وحرم ولونسأ قدروی دعوالربوا والریبة الخ (عزیز الفتاویٰ ج ۱ ص ۶۵۲) وفی رد المحتار الفتویٰ علی عادة الناس ظاهر البحر وغیره ان هذا فی السلم ففی الفسخ عن البحر واما الاسلام فی الحنطة ففیه روایتان والفتویٰ علیٰ الجواز لان الشرط کونه معلوما .وفی الکافی :الفتویٰ علیٰ عادة الناس الخ (ردالمحتار ج۷ص ۴۱۱ کتاب البیوع باب الربوا) اعلاالسنن میں مولانا ظفراحمد عثمانیؒ فتح القدیر کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں؛ وبالجملة فظاهر مافی "الفتح "یفید ترجیح ماروی عن ابی یوسفؒ حیث انتصربه ورد ماورد علیٰ تعلیله" ولایخفیٰ مارواه الطحاوی عن ابی حنیفةؒ الامام افضل واحوط وهومذهب الشافعیؒ واحمدؒ وما اختاره اصحاب المتون اعدل واضبط وماروی عن ابی یوسفؒ اوسع وارفق فافهم وکن من الشاکرین الخ (اعلاء السنن ج۱۴ ص۳۰۷)

نوٹ: واضح رہے کہ مسئلہ مبحوثہ کا تعلق معاملے سے ہے اور اصول افتاء میں ہے کہ معاملات میں جانب رفق پر عمل کیا جاتا ہے لوگوں کے لئے وسعت طلب کی جاتی ہے لہذا اگر اس مسئلے میں امام ابی یوسفؒ کے قول پر عمل کیا جائے تو گنجائش ہوگی۔

میزان اور مکیال ہر علاقے کا اپنا معتبر ہوگا:

اثر ابن عمر میں اگرچہ اہل مدینہ اور میزان (وزن) اہل مکہ کو معتبر قرار دیا گیا لیکن مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے اس کی تاویل کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: (قوله ﷺ المکیال مکیال المدینة الخ) محمول علیٰ مانص رسول الله ﷺ علیٰ کونه مکیلا اوموزونا ولادلیل علیٰ کونه عاما للمنصوص وغیر منصوص علیه لاسیما وظاهر الحدیث ان لایعتبر الکیل فی المکیلات الالمکاییل سواها وکذالک الوزن ولاقائل به بل یجوز بیع المکیل بالمکیل اذتساویا فی الکیل وبیع الموزون اذتساویا فی الوزن بای مکیال ومیزان کان اتفاقا لانعلم فیه خلافا فلما کان ظاهر الحدیث متروکا بالاجماع لم یکن حجة لاعتبار کیل الحجاز ووزنه فی کل مکیل وموزون هناک بل فی المنصوص علیه وحده هذا (اعلاء السنن ج۱۴ ص۳۰۴) وفی المنهیه من الاعلاء قال الامام الحرمین ولاتتخذ مکیال مثله فی عصر الشارع وکان یجری التماثل به فالوجه القطع بجواز التماثل به فانَ النبی ﷺ لم یتعبد نا فی الحدیث الابالکیل المطلق فیما یکال ولم یعین مکیال وهذا الذی قاله امام الحرمین حق لاشک فیه واذا تاملت ماقدمته ظهر من ان التساوی فی مکیال دال علیٰ التساوی فی کل مکیال تنبهت لذالک فافهم فانه المقصود ولیس المقصود اعیان المکاییل الخ (من شرح المهذب ملخصا ج۱۰ ص۲۷۴ المنهیه اعلاء السنن ج۱۴ ص۳۰۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پیمائشی اور وزنی میں اجناس ربوا کی نشان دہی:

واضح رہے کہ جب جنس کا ہونا ہمارے نزدیک ربا الفضل کے دوصفات میں سے وصف اور ربا النسیئہ کی واحد علت ٹھہرا تو ان تمام اجناس کا جاننا ضروری ہے۔ جس میں ربوا (سود) جاری ہوتا ہے کمافی الشامی قولہ والحاصل کمافی الھدایۃ ان حرمۃ ربا الفضل وحرمۃ ربا النسیئۃ باحدھما (ردالمحتار ج۷ ص۴۰۴) پس گندم اپنی اقسام، انواع اور شہروں وغیرہ کے اختلاف کے باوجود ایک ہی جنس ہے یہی حکم جو، اور آٹے اور ستو کا ہے اور یہی حکم کھجور، نمک، انگور، کشمش اور سونے، چاندی کا ہے، لہٰذا ان اشیاء میں نوع اور صفت میں مساوات ہونے کی صورت میں کسی (ماپی جانے والی) شی کی اس کے ہم اس کے ہم جنس کیلی شے سے اضافے کے ساتھ بیع بغیر کسی اختلاف جائز نہیں ہے (بدائع الصنائع اردو ترجمہ ج۵) متحد الجنس کی تعریف فقہاء کے نزدیک صاحب نہایۃ المحتاجؒ نے فرمایا کہ جو اشیاء اسم خاص اور متحد معنی کے اندر داخل ہیں وہ سب ایک جنس ہیں اگرچہ اغراض ومقاصد کے اعتبار سے مختلف ہوں (بحوالہ عطر الھدایۃ ص۷۷) نام کی تین قسمیں ہیں (۱) عموم وشمول، یعنی عام ہو اور اس کے تحت مختلف غرض وصنعت اور مختلف قسم کے افراد ہو، جیسے غلہ، کپڑا، حیوان، میوہ جات۔ یہ منطقیوں کے ہاں اسم جنس ہے مگر فقہاء کے ہاں نہیں۔

(۲) اصل اور حقیقت کے اعتبار سے جیسے گندم، جو، انار، تنزیب، لوہا، پیتل وغیرہ

(۳) باعتبار وصف اور حسن جیسے تنزیب اعلیٰ درجے کا یا ادنیٰ درجے کا، طائف کا یا کابل کا، ہندوستان وغیرہ کا۔ یہ دونوں قسم فقہاء کے نزدیک جنس واحد ہے اور ان میں ربوا متحقق ہے، پس انار، انار سے۔ تنزیب، تنزیب سے فروخت کیا جائے، اور یہ چیزیں اگر قدری ہوں تو کمی زیادتی کے ساتھ فروخت کرنا یا ادھار فروخت کرنا دونوں حرام ہیں اگر جنس ایک نہ ہو تو صرف ادھار حرام ہے۔ نقدا کمی زیادتی صحیح ہے (عطر ہدایہ ۱۷۸) کمافی البحر نقلا عن الفتح قوله واختلاف الجنس بالجنس يعرف باختلاف الاسم الخاص واختلاف المقصود فالحنطة والشعير جنسان غندنا لان افراد كل منهما في الحديث يدل علىٰ ذالك والثوب الهروى والمروى بسكون الراء جنسان واختلاف الصنعة وقيام الثوب بها وكذا المروى المنسوج ببغداد وخراسان واللبد اللاتى والطالقانى والتمر كله جنس واحد والحديد والرصاص والشبه اجناس وكذا غزل الصوف والشعر واللحم الضانى والمعرىٰ والبقرى والالية واللحم وشحم البطن اجناس ودهن البنفسنج والخيرى جنسان والادهان المختلفة اصولها اجناس ولايجوز بيع رطل زيت غير مطبوخ برطل مطبوخ مطيب لان الطيب زيادة الخ وفى المعراج :القدر عبارة عن المعيار والجنس عبارة عن مشاكلة المعانى الخ (البحر الرائق ج٦ ص١٢٧) وفى الدر قوله ثم اختلاف الجنس يعرف باختلاف الاسم الخاص واختلاف المقصود كمابسطه الكمال وقال ابن عابدينؒ قوله كما بسطه الكمال حيث قال بعد ماتقدم فالحنطة والشعير جنسان خلافاللمالكؒ لانهما مختلفان اسما ومعنى وافراد كل عن الاخر فى قوله ﷺ الحنطة بالحنطة والشعير بالشعير يدل عليه

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والاقال الطعام بالطعام الخ (ردالمحتار ج۷ص ۴۰۶)ثم قال وسیذکر الشارح ان اختلاف الجنس باختلاف الاصل اولمقصود اوبتدل الصفة الخ (ردالمحتار ج۷ص ۴۰۶)

ربوا کی صورتیں:

لہذاخوب پکی ہوئی گندم کواچھی طرح نہ پکی ہوئی (غیر مقلیہ) گندم کے عوض فروخت نہیں کیاجاسکتااور پکی ہوئی کوان پکی کے عوض اور گندم کوگندم کے آٹے اورستو کے بدلے اور پکی ہوئی کھجورکوان پکی کھجور کے بدلے ناپ میں کمی بیشی کے ساتھ یااس میں ناپ کے ساتھ فروخت کرنا جائزنہیں ہے اس لئے کہ مقلیہ (خوب پکی ہوئی) گندم کے اجزاء ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں جس کا اندازہ تجربے سے ہوتا ہے۔لہذاناپ میں یکسانیت ہونے کے باوجودمقدار میں کمی بیشی ہوگی۔جس کی بناء پرربوا(سود)متحقق ہوجائے گا یہی حکم آگ پر پکائی ہوئی گندم کاغیر پکائی ہوئی گندم کے بدلے میں ہے۔کیونکہ گندم پرپکانے سے پھول جاتے ہیں لہذاغیر پکائی ہوئی گندم مقدار میں زیادہ ہوگی جس کی بناپرکمی بیشی ثابت ہوجائے گی۔اسی طرح گندم کوگندم کے آٹے کے عوض فروخت کرنے کا بھی یہی حکم ہے،اس لئے کہ گندم میں آٹاہوتا ہےلیکن مانع ہونے کی بناپراس کے اجزاءمتفرق نہیں ہوتے بلکہ گندم میں یکجاہوتے ہیں۔اوریہ بات مسلم ہے کہ اس اضافے میں پیسنے کے عمل کا کوئی دخل نہیں جواس بات پردلالت کرتا ہے کہ وہ آٹے میں اضافہ تھا۔لہذاعقد کے وقت تجربہ کی روسے ایک جانب آٹے کی مقدار میں اضافہ ثابت ہوجائے گاجس کی بناپرسود ثابت ہوجائے گا(بدائع الصنائع اردومترجم ج۵ص ۴۳۷،۴۳۸)

(۳) گوشت کے بدلے گوشت فروخت کرنے میں ربوا کی صورتیں:

ضابطہ:واضح رہے کہ کسی چیز کاہم جنس کے ساتھ مبادلے میں (کے وقت)ردی دھات کی شرعاکوئی قیمت نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں تصریح ہےوجید ھا وردیھا سواء لہذادونوں میں اضافہ ظاہر نہ ہوگااور گوشت (لحوم) کا اعتبار اصل کے ساتھ ہوتا ہے اگردونوں کی جنس ایک ہوتوان کاگوشت ایک ہی جنس تصور ہوگالہذااس میں مماثلت کااعتبار ہوگااس لئے ماسوائے یکساں ہونے کی حالت کے بیع جائز نہ ہوگی۔اوراگران کے اصول یعنی جانور مختلف ہوں توگوشت مختلف الجنس تصور ہوگالہذاان میں سے ایک دوسرے کے عوض مساوی مساوی اورکمی بیشی کے ساتھ فروخت کرناجائز ہے بشرطیکہ ان کی بیع دست بدست ہوجب کہ سود کی دو میں سے ایک علت یعنی رباالفضل کی پائے جانے کی بناء پرجوزن ہےان کی باہم ادھار بیع پردرست نہ ہوگی توجب اس بات کاپتہ چل گیاتواب ہم کہتے ہیں کہ ہرقسم کے اونٹ کاگوشت،اس کی اقسام میں اختلاف کے باوجود یعنی خواہ وہ اعرابی ہویابختی یاہجین یادوکوہانوں والا یاایک کوہان والا،ایک ہی جنس شمار ہوگا۔اوریہی حال گائے،بھینس کے گوشت کا ہے کہ وہ تمام ایک ہی جنس ہیں خواہ ان کی اصل ایک ہویاباہم مختلف اور بھیڑبکری کاگوشت ازقسم بھیڑ،چھترے،بکری،بکرے وغیرہ ان کے اصول کااعتبار کرتے ہوئے ایک ہی جنس ہے یہ ہمارا(احناف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا مسلک ہے۔والحجة فی ذالک مافی الدر والرد قوله (و) کبیع اللحوم مختلفة بعضها ببعض متفاضلا یدابید وفی قوله الرد قول (لحوم مختلفة)ای مختلفة الجنس کلحم الابل والبقر والغنم ،بخلاف البقر والجاموس والمعز والضان قوله (یدابید)فلایحل النسأ لوجود القدر وزیادة تفصیله مافی البحر قوله واللحوم المختلفة بعضها ببعض متفاضلا الخ لان اصولها اجناس مختلفة حتیٰ لایضم بعضها الیٰ بغض فی الزکاة واسمائها ایضا مختلفة باعتبار الاضافة کدقیق الشعیر والبر اوالمقصود ایضا یختلف والمعتبر فی الاتحاد المعنیٰ الخاص دون العام ولواعتبر (معا) لماجاز بیع شئی بشئی اصلا الخ علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں کہ تفاضل اجناس مختلفہ میں جائز ہوتی ہے اور گوشت کی ایک جنس دوسری پر فروخت میں بھی تفاضل اس لئے جائز ہوئی کہ ان کے اصول آپس میں مختلف ہے یہی وجہ ہے کہ زکواۃ سائمہ ایک اصل والا جانور دوسرے اصل والے پر جنسیت کے اختلاف کی وجہ سے ضم (ملانا) نہیں ہوتا۔مزید یہ کہ اتحاد ایک چیز کا دوسرے کے ساتھ خاص معنی کے بنیاد پر ہوتا ہے نہ کہ عام پر۔آگے مزید فرماتے ہیں قوله قید بالمختلفة لان غیر هما لایجوز متفاضلا کلحم البقر والجاموس اولبنهما اولحم المعز والضان اولبنهما اولحم العراب والبخاتی لاتحاد الجنس بدلیل الضم فی الزکاة لتکمیل فکذا اجزاء هما مالم یختلف المقصود کشعر المعز وصوف الضان اومایتبدل بالصنعة لاختلاف المقاصد ولذا جاز بیع بیع الزیت المطبوخ بغیر زیت المطبوخ المزمی منه متفاضلا وانما جاز بیع لحم الطیر بعضه متفاضلا وان کان من جنس واحد لم یتبدل بالصنعة لکونه غیر موزون عادة فلم یکن مقدرا فلم توجد العلة فی اصله ان الاختلاف باختلاف الاصل اولمقصود اویتبدل الصنعة الخ(بحر ج۷ص ۱۳۴)

زندہ جانور کی بیع گوشت کے ساتھ:

تو اگر دونوں کی اصل مختلف ہوتو وہ دو مختلف جنسیں، جیسے کہ زندہ بکری کی بیع اونٹ اور گائے کے گوشت کے ساتھ اندازے کے ساتھ نقد اور ادھار دونوں جائز ہے۔اس لئے کہ دونوں میں وزن اور جنس کی علتیں معدوم ہیں لہذا سرے سے ربوا ثابت نہ ہوئی۔

بکری کا گوشت زندہ بکری کے گوشت کے عوض مجازفتہ بیع میں ربوا:

اگر دونوں اصل کے اعتبار سے ایک ہوں جیسے زندہ بکری کے گوشت کے عوض بیع۔تو ہمارے بعض مشائخ ان کی علیحدہ علیحدہ جنس کا اعتبار کیا ہے جس کی بناء پر انہوں نے بکری کے گوشت کی زندہ بکری کے عوض اندازے کے ساتھ بیع کو جائز قرار دیا ہے یہ امام ابو یوسفؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے اور اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ اس نے ایک جنس کو اس کے غیر کی جنس کے ساتھ فروخت کیا ہے اور ان مشائخ میں سے بعض نے دونوں میں ایک ہی جنس کا اعتبار کیا اور اس پر اپنے مسلک کی بنیاد رکھی ہے کہ زندہ بکری وزن کی جانے والے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شئے نہیں۔ ربا الفضل کے جاری ہونے کا اعتبار دو اوصاف یعنی جنس اور مقدار کے ایک ساتھ بیع میں جمع ہو جانے کی حالت میں ہوتا ہے لہذا ان میں سے ایک دوسری شے کے عوض اندازے اور کمی بیشی کے ساتھ بیع جائز ہے بشرطیکہ یہ بیع دست بدست ہو اور یہی قول صحیح ہے جیسا کہ خلافیات میں بیان کیا گیا ہے۔

بیع اللحم بالحیوان میں امام محمدؒ کے قول اور استدلال بالا ثار کا جائزہ:

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ بیع اس صورت میں جب تجربے یا اندازے سے یہ معلوم ہو کہ گوشت کا وزن زندہ بکری میں موجود گوشت سے زیادہ ہے جائز ہوگی۔ اس لئے کہ اس صورت میں گوشت تو گوشت کے بدلے میں ہوگا۔ اور اضافی گوشت جانور کے اطراف یعنی سری، پائے اور چربی کے بالمقابل ہوگا۔ لیکن اگر گوشت کی مقدار زندہ بکری میں موجود گوشت کے مساوی یا اس سے کم تر ہو یا اس کا صحیح اندازہ نہ ہو تو بیع جائز نہ ہوگی (بدائع الصنائع ترجمہ اردو ج۵ ص۴۴۳) یہی اختلاف اس صورت میں ہے جب اس نے زندہ بکری کو بکری کی چربی یا دنبے کی چکی کے بدلے فروخت کیا۔ یہ ہمارے ائمہ کرام کا مسلک ہے۔ چند آثار صاحب فتح القدیر نے عدم جواز بیع اللحم بالحیوان پر جمع کئے ہیں چنانچہ علامہ موصوف فرماتے ہیں قوله واعلم ان السمع ظاهر فی منع البیع اللحم بالحیوان ومنه ضعیف وقوی فمن القوی ماروا ه مالکؒ فی المؤطا وابوداؤد فی المراسیل عن زید بن اسلم عن سعید بن المسیب نهیٰ رسول الله ﷺ عن بیع اللحم بالحیوان وفی لفظ نهیٰ عن بیع الحی بالمیت ومرسل سعید مقبول بالاتفاق وقال ابن خزیمة حدثنا احمد بن خفص السلمی حدثنی ابی حدثنی ابراهیم بن طهمان عن الحجاج بن حجاج عن قتادة عن الحسن عن سمرة نحوه قال البیهقی اسناده صحیح ومن اثبت سماع الحسن من سمرة عده موصولا ومن لم شبة فهو مرسل جید وانت تعلم ان المرسل عندنا حجة مطلقا واسند الشافعیؒ الیٰ رجل مجهول من الاهل المدینة انه ﷺ نهیٰ عن ابیتاع الحی بمیت واسند عن ابی بکر الصدیقؓ انه نهیٰ عن بیع اللحم بالحیوان وبسنده الیٰ القاسم بن محمد وعروة بن الزبیر وابی بکر بن عبدالرحمٰن انهم کرهوا ذالک وهؤلا تابعون وحدیث ابی بکرؓ لعله بالمعنی فان مشائخنا ذکروه عن ابن عباسؓ ان جزور انحر علیٰ عهد رسول الله ﷺ فجاء ه اعرابی بعناقه فقال اعطونی بهذا العناق لحما فقال ابوبکرؓ لایصح هذا ،هذا تأولوه . اعلاء السنن میں ہے والذی یظهر من فتح القدیر ان مالکا واحمد مع محمد وقالا لایجوز مع اتحاد الجنس ویجوز مع اختلافه الخ (اعلاء السنن ج۱۴ ص۳۲۷) وتأولوه علیٰ انه کان من ابل الصدقة نحر لیتصدق به الخ(فتح القدیر ج٦ ص١٦٧) علامہ ابن ہمامؒ کی مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کے ہاں راجح منع ہے چنانچہ حضرت مولانا عبدالحئیؒ انہی روایات ذکر کرنے کے بعد ارقام فرماتے ہیں، کذا حققه ابن همامؒ فی فتح القدیر وکأنه اشار الیٰ ترجیح ماوافقته الروایات الحدیثیه ،التعلیق الممجد علیٰ مؤطا امام محمد ص ۳۳۹ .

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تاہم مولانا ظفر احمد عثمانیؒ ان روایات وآثار کو بیع نسیئہ پر حمل کیا ہے۔ چنانچہ موصوف ارقام فرماتے ہیں (وحمله ابوحنيفةؒ علیٰ بيع النسئية وقال لابأس اذاكان البيع يدابيد، واختلف المشائخ فی منشأ هذا الحمل ومبناه فقال بعضهم ان منشأه ومبناه هو كون الحيوان جنسا واللحم جنسا وان مبناه علیٰ ان الحيوان وان كان من جنس اللحم الاانه ليس بموزون، فلايتحقق القدر والجنس الموجبان لحرمة الفضل. چند سطور بعد فرماتے ہیں قال العبد الضعيف ودليل حمل الاثار وعلیٰ النسئية مارواه محمدؒ اخبرنا مالكؒ اخبرنا داؤدبن الحصينؒ انه سمع سعيد بن المسيب يقول وكان من ميسر اهل الجاهلية بيع اللحم بالشاة والشاتين (۳۳۷) والميسرمفسر بالقمار وهو لايكون الانسئية وبدليل مارواه الطبرانی عن عبيدبن نصلة الخزاعی قال اصاب الناس جهد شديد علیٰ عهد رسول اللهﷺ قال فنعشرة (ای جعله عشرة اجزاء) رجل بعير اله عشرا ثم قال من احب ان ياخذ من هذا اللحم بقلوص الیٰ حبل الحبلة قال فاخذنا ،فبلغ ذالك النبیﷺ فرده قال ابونعيم قال فيه بعض اصحابنا عن سفيان الیٰ رجل ورجاله رجال الصحيح كذا فی مجمع الزوائد (ج۴ص ۱۰۴، ۱۰۵)فهذا هو الذی نهیٰ عنه رسول اللهﷺ من بيع اللحم بالحيوان لاكما قاله الشافعیؒ ومحمدؒ (اعلاء السنن ج۱۴ ص ۳۲۶، ۳۲۷)

امام ابو یوسفؒ کے قول کی ترجیح کیلئے فقہاء کے درج ذیل عبارات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ علامہ شامیؒ نے اپنے مشہور حاشیہ امخة الخالق علی البحر الرائق میں ایک طویل تفصیل کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

قولہ: وبيع الدقيق وزناعلیٰ ما هو المتعارف فی زماننا ينبعی ان يكون مبينا علیٰ هٰذه الرويه وظاهرما فی الفتح يفيد ترجيحها دمنحته الخالق ۱۲۹/۶۔

۲۔ اسی طرح عصر حاضر کے معروف فقیہ علامہ دکتور وھبۃ الزحیلی مسئلہ مجوثہ کے حوالے سے توثیقی کلمات درج کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔قولہ: ورأيه اقوىٰ حجة الخ) یعنی امام ابو یوسفؒ کا رائی گرامی اس مسئلے میں دلیل کے اعتبار سے اقوئی ہے اور اقوئی کو ادنیٰ کے مقابلے میں متروک نہیں کیا جاسکتا۔ (ملاحظہ ہو: الفقہ الاسلامی وادلتہ ج۵ص ۳۷۰)

۳۔ علامہ عبدالرحمٰن الجزیری اپنے معروف کتاب ''الفقه علیٰ المذاهب الاربعه'' امام ابو یوسفؒ کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں وهو اقرب فی ضبط الموضوع واسهل فی تعليق الحكم الفقه علیٰ المذاهب الاربعه ج۲ ص ۲۵۸)۔

نوٹ: مشائخ اور اکابرین فقہاء رحمہم اللہ کے درج بالا توثیقی کلمات سے امام ابو یوسفؒ کا رائی زیر بحث مسئلے میں وزنی معلوم ہوتی ہے۔

واللہ اعلم

© rasailojaraid.com